اُردو ترجمہ

جلاء الخواطر

پینتالیس ۴۵ مواعظ و مجالس کا مجموعہ

بہ اضافہ وصایا غوثیہ

غوثِ اعظم حضرت سیّدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مُترجم

ڈاکٹر مولوی محمد ع[redacted] الکریم طفلی

ایم اے ایم او ایل (پنجاب) ایم، ڈی (ہومیو)

سابق میر مترجم اسلامی مشاورتی کونسل، لاہور

بسعی واہتمام

جناب شفقت جیلانی خان صاحب

مکتبہ نبویہ

گنج بخش روڈ ○ لاہور

نام کتاب ـــــ جلاء الخواطر

مواعظ حسنہ ـــــ حضرت سید نا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

مرتب ـــــ حضرت سید عبدالرزاق گیلانی قدس سرہ

مترجم اردو ـــــ ڈاکٹر محمد عبدالکریم طفلی ایم اے

تاثرات ـــــ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

سعی و اہتمام ـــــ شفقت جیلانی خاں

طابع ـــــ کارواں پریس لاہور

ناشر ـــــ مکتبہ نبویہ ، گنج بخش روڈ ۔ لاہور

سال تالیف ـــــ ۵۴۵ھ

سال طباعت ـــــ ۲۰۰۰ء

صفحات اردو ـــــ ۲۸۰

قیمت ، اردو ـــــ [redacted] روپے

فہرست عنوانات

مختصر رُوداد

متعلقہ "جلاء الخواطر"

یہ مخطوط جو حضرت غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پینتالیس مواعظ و مجالس پر مشتمل ہے۔ زینت تھا میرے معظم و مخدوم مولانا مولوی علی احمد صاحبؒ عرف بستی شیخ درویش خاں جالندھر شہر کے ذاتی کتب خانہ کا جو انہوں نے ورثہ میں پایا تھا اپنے جدِ بزرگوار حضرت مولانا غلام حسین بن محمد اعظم انصاریؒ سے۔ مولوی علی احمد صاحبؒ بیعت تھے اور نسبت چشتیہ رکھنے کے باوصف والہ شیدا تھے کلام غوث پاکؒ کے۔ حضرت غوث پاکؒ کی کتاب "الفتح الربانی" (عربی) بعد از کلام ربانی ان کی حرز جان رہتی تھی۔ اسی کتاب کی سمجھئے کہ بہن، یعنی قلمی کتاب "جلاء الخواطر" ان کے خیالوں میں بسی ہوئی تھی اور وہ چاہتے تھے کہ کسی طور پر یہ بھی مثل کتاب "فیوض یزدانی ترجمہ الفتح الربانی" بہ لباس زبان اردو جلوہ گر ہو جائے۔

چنانچہ ۱۹۳۰ء کے آس پاس کے زمانہ کی بات ہے کہ ایک روز موقع کی مناسبت سے فرمایا "بھتیجے! تم جو اپنے کام سے میرٹھ جا رہے ہو یہ ایک دو قلمی کتابیں —— ایک یہی "جلاء الخواطر" دوسری "توراۃ شریف کی چند سورتیں" جو حضرت غوث پاکؒ کے ذاتی مکشوفات پر مبنی ہیں —— مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی کے پاس لے جاؤ، ان کے تاریخی پس منظر اور دیگر ضروری معلومات سے مطلع کرو اور خصوصاً "جلاء الخواطر" کے اردو ترجمہ کرنے کی درخواست کرو بشرطیکہ وہ قلمی نسخہ کی صحت سے مطمئن ہوں۔ میں میرٹھ پہنچا۔ مولاناؒ کی ملاقات سے مشرف ہوا۔ اور ان کی غیر معمولی توجہ اور کرم کا مورد بنا۔ مجھے بٹھایا۔ اپنے ہمراہ کھانا کھلایا۔ میرے مخدوم مولوی علی احمد صاحبؒ کا پیغام موصول کیا

اور دیگر معلومات حاصل کیں۔" جلاء الخواطر" کو دیر تک ملاحظہ کرتے رہنے کے بعد فرمایا جو مفہوماً یہ تھا " مجھے حضرت غوث پاک اور ان کے کلام سے نسبتِ باطنی حاصل ہے میں کہہ سکتا ہوں بلاشبہ یہ کلام، کلام شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہی ہے۔ البتہ کتابت کی اغلاط بے شمار معلوم ہوتی ہیں۔ میں ایک وقت میں ایک کام کرنے کا عادی ہوں، اور وہ بھی اس طور پر کہ سر پر کاتب سوار ہو اور کام طلب کر رہا ہو۔ تب میرا قلم رواں ہوتا ہے۔ اس وقت میں کلام اللہ کے کام میں مصروف ہوں۔ آپ یہ چھوڑ جائیے۔ اور دلجمعی رکھیے۔ حضرت مولوی علی احمد صاحب کو میرا سلام پہنچائیے اور کہیئے کہ ذرا بھی فراغت پاتے ہی میں آپ کی فرمائش انشاء اللہ پوری کرنے کی کوشش کروں گا۔

ایک عرصہ کے بعد انہوں نے ادھر توجہ کی، جس کا علم مجھے اس کے ثمرہ سے ہوا کہ (شاید) اول مکشوفاتِ غوثیہ پیراہنِ اردو میں سامنے آئی، پھر" جلاء الخواطر" کی صرف دس مجالس کا اردو ترجمہ " کحل الجواہر" کے نام سے سامنے آیا۔ اس کے ابتدائی تین صفحات جامع و مانع تعارفی اور تشریحی نوعیت کے حامل ہیں۔ جن کا کوئی مخصوص عنوان نہیں رکھا گیا ہے۔ ہم یہ تینوں صفحات اپنے ترجمے کے ساتھ منسلک کرنے کا شرف حاصل کرتے لیکن طوالت کے خوف سے بقدرِ ضرورت پر کفایت کرتے ہیں۔ وَھُوَ ھٰذا

یہ نسخہ جلاء الخواطر اسی کتب خانہ کا ہے جس کو حضرت مرحوم کے نواسہ حضرت مولانا علی احمد صاحب مدظلہٗ نے جو اس خاندان کے ماشاء اللہ چاند، کم گو عزلت نشین، عابد، زاہد، متقی، مشفقم شفقت جیلانی صاحب

کے ہاتھ میرے پاس اس غرض سے پہنچایا کہ الفتح الربانی کی طرح اس کا ترجمہ بھی کردوں مگر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ کتابت کی صدہا غلطیاں ہیں جن کی اصلاح اس لیے زیادہ مشکل ہے کہ دوسرا نسخہ نہیں جس سے تصحیح یا مقابلہ کیا جاسکے، اس لیے میں نے عذر کر دیا کہ اب میرا دماغ اس عمیق غور و فکر کو تحمل نہیں کرسکتا۔ چند ہی روز گذرے تھے میں نے خواب

دیکھا کہ حضرت غوث سید عبدالقادر جیلانی تشریف لائے اور مجھے اپنے سینہ سے لگانا چاہتے ہیں میں جھجکتا ہوں کہ میرا قلب ان فیوضات کا متحمل نہ ہوسکے گا اور شق ہو جائے گا۔ آخر حضرت نے چھاتی سے چپٹا ہی لیا اور اسی حالت میں آنکھ کھل گئی۔ میں نے سمجھا کہ حق تعالیٰ شانہ کو یہ اہم کام مجھ ناچیز ہی سے لینا منظور ہے اس لیے اسی دن اس کی تصحیح و ترجمہ اور ساتھ ہی ساتھ کتابت و طباعت کا انتظام شروع کر دیا۔ کتابت میں لفظوں کی معمولی فروگذاشت کو تو میں نے غلطی میں شمار ہی نہیں کیا لیکن لفظی غلطی اور وہ تصحیف جس کی حقیقت معلوم کرنے میں دماغ پر زور دینا پڑا ان کی فہرست ضرور مرتب کرتا رہا، مگر ان کی تعداد بھی دو ہزار سے متجاوز ہوگئی اور سب کو درج کرنے کے لیے چالیس صفحات درکار ہوتے تو میں نے انتخاب کیا اور اغلاط میں بھی صرف ان کو درج کرنا ضروری سمجھا جن کی تصحیح میں بعض جگہ ایک ایک ہفتہ میرا دماغ چکر کھاتا رہا ہے۔ اگرچہ اب اصلاح کے بعد اس کا اندازہ ہونا مشکل ہے کہ اس غلط لفظ سے صحیح لفظ نکالنے میں کتنی دردسری ہوئی ہے۔ میں ان کو آخر میں اس لیے درج کرتا ہوں کہ اصل نسخہ بھی محفوظ رہے اور میری تصحیح اگر غلط ہو تو بعد میں کوئی صاحب اس کی صحیح تصحیح فرما سکیں۔ تاہم بعض جگہ دماغ نے بالکل کام نہیں دیا اور بعض جگہ شرعی احتیاط مانع ہوئی۔ ایسے مواقع پر میں نے اصل عبارت نقل کر کے اوپر خط کھینچ دیا ہے۔ بہرحال جتنا میری طاقت میں تھا اس کو خرچ کر چکا مگر یہ سب وجدانی اور دماغی کام ہے اس لیے دعا ہے کہ جہاں غلطی ہوئی ہو حق تعالیٰ معاف فرمائے اور اس کو مخلوق کے لیے نافع اور میرے لیے صدقہ جاریہ بنا دے آمین!

(بندۂ ناچیز عاشق الٰہی غفرلہٗ ولوالدیہ میرٹھی ربیع الاول ۱۳۶۰ھ اپریل ۱۹۴۰ء)

اس کے بعد مولانا عاشق الٰہی صاحبؒ واصل بحق ہوگئے۔ پاکستان کی تشکیل کے بعد مولاناؒ کے صاحبزادہ مولوی مسعود الٰہی صاحب سے مراسلت جاری رہی۔ ان کی تمنا تھی یا تا جرانہ تقاضا کہ بقیہ حصہ کا بھی اسی پایہ کا ترجمہ ہو کر ______ شائع ہو جائے۔ لیکن جب،

وہ عرصہ تک ایسا نہ کر پائے تو میں نے بوسیلہ حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ امانت واپس منگوالی۔ اب یہ بارِ گراں میرے اپنے کندھوں پر آ پڑا۔ جو سوچنے میں آسان نظر آتا تھا، لیکن جب عملاً کرنا چاہا تو یہ بھی سمجھ میں نہ آئے کہ کس سے کہوں، کیسے کہوں اور کیا کہوں!؟

؎ کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا!

اگر کسی سے جرأت کرکے ذکر کیا بھی تو اس نے ایسی نظروں سے دیکھا گویا کوئی نادان بڑائی حاصل کرنے کے شوق میں اپنی اوقات بھول گیا ہو۔ میں جان گیا یہ کام میرے کرنے کا نہیں ہے۔ اگر کسی پبلشر کے ہتھے چڑھ گیا تو کتاب کے ساتھ مجھ سادہ دیہاتی کو بھی نگل جائے گا۔

آخر غیب سے مدد ہوئی۔ مسلم مسجد کے نیچے، مشہور و معروف پرانی کم یاب کتب کے تاجر مولوی شمس الدین مرحوم نے ایک روز یکایک بعجلت مجھ سے مخطوط طلب کیا اور میرے روبرو کراچی سے تشریف لائے ہوئے ایک صاحب، جن سے میری شناسائی نہیں تھی کے حوالے کیا اور اس کا اردو زبان میں ترجمہ کرنے کی فرمائش کی۔ مولوی صاحب نے میرا خدشہ بھانپتے ہوئے مسکرا کر فرمایا، مطمئن رہیے! اب انشاء اللہ ترجمہ بھی جلد از جلد ہو جائے گا اور نسخہ بھی محفوظ رہے گا۔

لیکن افسوس کہ ایک مدت گزر گئی اور گلِ مراد حاصل نہ ہوا۔ ادھر سے یہ حادثہ پیش آیا کہ مولوی صاحب موصوف کا اچانک انتقال ہو گیا جس کے بعد مترجم صاحب سے میرا رابطہ قائم نہ ہوا۔ اور میں نسخے کے کھوئے جانے کے غم میں گھلنے لگا۔ تاہم امید کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پایا۔ حتیٰ کہ کم و بیش تین برس کے بعد ایک روز پنجاب پبلک لائبریری میں معمول کے مطابق مردِ درویش پروفیسر عبدالحمید صدیقی سے ملا تو فرطِ مسرت سے حلق کے اندر ہی رہنے والا قہقہہ لگاتے ہوئے یہ مژدۂ جانفزا سنایا کہ آپ کا لاپتہ مخطوط

مل گیا ہے اور یہ اس وقت میرے ہم وطن گوجرانوالہ کے مشہور ہومیو ڈاکٹر طفلی صاحب کی تحویل میں ہے۔ ڈاکٹر صاحب تک یہ نسخہ یوں پہنچا کہ مولوی شمس الدین مرحوم نے کراچی کے جن صاحب کو ترجمہ کرنے کے لیے دیا تھا، ایک عرصہ کے بعد، اپنی ذاتی صوابدید سے، آگے چلا دیا اور ڈاکٹر صاحب موصوف ترجمہ کر چکنے کے بعد خود منتظر بیٹھے تھے کہ مالک کا پتہ چلے تو مخطوطہ مع اردو ثمرہ اس کے حوالے کروں اور اپنا بھی حق الخدمت حاصل کروں۔ چنانچہ صدیقی صاحب مرحوم کی وساطت سے معاملہ طے پایا، میرا مخطوطہ مجھے مل گیا، ڈاکٹر صاحب کا حق الخدمت انہیں پہنچ گیا۔

اب میرے لیے اگلا مرحلہ کتابت اور طباعت کا تھا۔ جو بجائے خود وادئ ہفت خواں طے کرنے سے کم نہ تھا۔ تاہم یہ کام بھی بہ اعانت خاص خواجہ سیف الدین ضیاء، رکن ادارہ منہاج القرآن اور سید شوکت علی صاحب پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اور کتاب کارواں پریس میں طبع ہو کر، مجلد صورت میں، بفضلِ ایزدی و بہ کرامت حضرت غوث الاعظمؒ منظرِ عام پر جلوہ افروز ہو گئی ہے۔

کتاب کی قیمت کے بارے میں اتنی گزارش ہے کہ میں نے یہ کام مالی منفعت کی غرض سے ہرگز نہیں کیا ہے۔ میری دلی مراد آج تک برابر وہی رہی ہے جو میرے مخدوم حضرت مولانا مولوی علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تھی، کہ اس کتاب کو یعنی ملا اس کے متن کو، نابود ہو جانے سے بچانے کی اپنی سی کوشش کر دی جائے۔ باقی حوالے اللہ کے کر دیا جائے کہ حافظِ حقیقی وہی ہیں۔

شفقت جیلانی خان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

آج سے تقریباً بیس۲۰ سال پہلے ایک رات کے پچھلے حصہ میں اس ناچیز نے خود کو ایک قبر کے پائیں کھڑے پایا۔ اچانک قبر کا تعویذ شق ہوکر ایک سفید داڑھی والے پتلے سے بزرگ نمودار ہوئے، جن سے میں بڑھ کر بغلگیر ہو گیا۔ اسی طرح تین اور بزرگ قبر کے بائیں طرف کھڑے دیکھے، جو فرماتے تھے کہ یہ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

اگلی صبح بعداز تلاوتِ قرآن، اس خواب کا اپنی نیک بخت بیوی سے ذکر کیا اور کہا کہ اگر یہ سچ اور صحیح ہے تو اس کی تعبیر تو یہ بنتی ہے کہ اس عاجز کو ان سے کوئی فیض ہو، کہاں وہ بزرگ ہستی اور کہاں یہ گنہگار بندہ۔ بات آئی گئی ہوگئی۔

اس کے چند ماہ بعد میرے عزیز دوست مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی کراچی سے لاہور تشریف لائے مجھے ملنے گوجرانوالہ پہنچے، ہمراہ لاہور لے گئے، اپنے محب و مربی سید سعید علی مرحوم منیجر نیشنل بنک آف پاکستان کے ہاں ٹھہرے، اگلے روز فجر کی نماز کے بعد بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہنے لگے، میاں کوئی کام للّٰہی اللہ بھی کر دیا کرو، میں نے کہا بتاؤ کیا کام ہے؟ کہا کہ پیران پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عربی کتاب "جلاء الخواطر" کا اردو میں ترجمہ کردو، میں نے مندرجہ بالا واقعہ سنایا اور عرض کیا کہ نہیں بھی کرنا تھا تب بھی کرتا، یہی تو میرے خواب کی تعبیر تھی اور ہے، ساتھ ہی کتاب کا مطالبہ کیا۔

دوسرے روز مجھے مولوی شمس الدین مرحوم کے ہاں لے گئے ان کا انارکلی میں ایک مینارہ مسجد کے نیچے کتب خانہ تھا جو خانقاہ شمسیہ کے نام سے مشہور تھا۔ بڑے بڑے علماء اور صوفیاء کی ہر وقت مجلس و محفل رہتی تھی۔ میرا تعارف کرایا، کتاب کا نسخہ مانگا۔ فرمانے لگے ایک دو روز میں صاحب نسخہ سے بات کرکے لے دوں گا۔ چنانچہ میں پھر حاضر ہوا اور انہوں نے کتاب مجھے عنایت کردی۔

ان دنوں میں بالکل فارغ تھا چونکہ اسلامی مشاورتی کونسل سے علیحدہ کیا جا چکا تھا جہاں میں محقق و مترجم کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ دورانِ کار یہ مسئلہ کہ شادی شدہ جوڑے کو

زنا پر سنگسار کرنا قرآنی سزا ہے یا نہیں؟ زیر بحث آیا۔ کونسل کے چیئرمین اور جملہ اراکین نے فرمایا کہ یہ قرآنی سزا نہیں، حدیث میں آتی ہے اور میں نے چودہ صفحات پر مشتمل ریسرچ نوٹ لکھ کر اسے قرآنی سزا ثابت کیا۔ بس پھر کیا تھا، خوب چلی، میں بفضلہ تعالیٰ حق کی صحیح ترجمانی کرتا ہوا ڈٹ گیا، ترغیب و ترہیب کو ٹھکرا دیا اور وزارتِ قانون پر مقدمہ کرکے پیروی کرنے لگا۔

بہرحال میں نے فرصت و فراغت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نہایت ذوق و شوق اور نہایت محنت و مشقت سے ایک سال میں "جلاء الخواطر" کا اردو ترجمہ "عطاء الخواطر" کے نام سے مکمل کرلیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ اس اثنا میں مولوی شمس الدین سے رابطہ قائم رہا مگر یہ بشریت کا پیکر اور آدمیت کا نمونہ تقضائے الٰہی سے بمرض قولنج ترجمہ کی تکمیل سے ایک ماہ پہلے انتقال کرگیا اللہ مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔ قبل ازیں مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی چالیس میں سے صرف دس مجالس کا ترجمہ کیا تھا اور اس کے دیباچہ میں محترم شفقت جیلانی صاحب کا ذکر کیا تھا۔ مرحوم نے اصل نسخہ انہی سے حاصل کرکے دیا تھا۔ بعداز تلاش میں نے اصل نسخہ اور ترجمہ مع متن اپنے ایک محترم دوست محمد اسلم خاں غوری، انڈر سیکرٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ (پنجاب) پاکستان لاہور کے ذریعے ان کے حوالے کردیا۔

پچھلے سال محترم ڈاکٹر چشتی صاحب کے چھوٹے بھائی عزیزم مظفر لطیف سلمہٗ ملاقات کے لیے تشریف لائے، انہیں سارا ماجرا سنایا اور محترم شفقت خان جیلانی صاحب سے ملنے اور کتاب مع ترجمہ چھاپنے کی بات کرنے کے لیے عرض کیا۔ وہ لاہور تشریف لے گئے۔ بات کی تو انہوں نے بھی ارادہ فرمایا۔ اب ایک دو مہینہ پہلے عزیزم مظفر لطیف سلمہٗ پھر تشریف لائے تو پتہ چلا کہ محترم شفقت جیلانی صاحب کتابت وغیرہ کرا چکے ہیں اور عنقریب کتاب شائع ہونے والی ہے۔ جَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ

احقر: ایم اے۔ کریم۔ حکیم

نشیمن۔ نزد مسجد مائی لتو چوک تھانیوالا۔ گوجرانوالہ (پاکستان)

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

حضرت غوثِ اعظمؓ کے جملہ ارشادات و ملفوظات بلاشبہ اسلامی ادب کا عظیم سرمایہ ہیں۔ ایمانی زوال کے موجودہ دور میں حضور غوثیت مآب کی دینی و علمی اور روحانی تعلیمات کو عام کرنے کی جس قدر ضرورت آج ہے شاید پہلے کبھی نہ تھی۔ فاضل مترجم نے ایک نایاب کتاب کو ترجمہ کے ذریعے اردو دان طبقے تک پہنچاتے ہیں، جو خدمت سرانجام دی ہے لائق قدر ہے۔ میں اپنی عدیم الفرصتی کی بنا پر مخطوط اور اس کے اردو ترجمہ کو صرف جستہ جستہ دیکھ پایا ہوں۔ زبان ترجمہ سادہ آسان اور عام فہم ہے۔ شفقت خان جیلانی صاحب کو اللہ تبارک و تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے جن کے اہتمام سے یہ مستور بلکہ نایاب نسخہ "فرمودات غوثِ اعظمؒ" افادہ خلق کے لیے منصہ شہود پر آگیا۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



ایک نظر

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

چھٹی صدی ہجری مسلمانوں کے اقتدار کے عروج کا زمانہ تھا۔ سلطنت عباسیہ کے جاہ و جلال کے پرچم کائنات ارضی پر سایہ فگن تھے۔ دنیا بھر کی حکومتیں یا تو ان کے زیر نگیں تھیں یا باجگذار۔ دارلسلطنت بغداد سے علوم و فنون کے چشمے پھوٹ پھوٹ کر یورپ اور ایشیا کو سیراب کر رہے تھے۔ دنیاوی فتوحات کی وجہ سے مسلمان قوم امارت اور ثروت میں ڈوبی ہوئی تھی پھر امارت و ثروت کے تمام منحوس اثرات مسلمان معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رہے تھے۔ اخلاقی قدروں کے انحطاط اور معاشرتی ناہمواریاں مسلمانوں کے گھر گھر میں پہنچ رہی تھیں۔ اور ہر حساس مسلمان یہ سوچ رہا تھا کہ اس معاشرے کا کیا بنے گا۔ جو تیغ و سنان لے کر ابھرا اور طاؤس رباب کی نذر ہو گیا ہے۔ ان حالات میں حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ عراق کے بیابانوں میں تجرید و تفرید کی تنہائیاں چھوڑ کر عروس البلاد بغداد پہنچے اور معاشرے کی اصلاح کے لیے زبردست تقاریر اور خطابات سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ آپ نے لوگوں کو اخلاقی پستی سے اٹھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اپنے خطابات میں دنیا پرستوں اور اقتدار پسندوں کو للکارا آپ کی تقاریر کا یہ اثر ہوا۔ پانچ سو یہودی دامن اسلام میں آئے۔ اور ایک لاکھ مسلمانوں نے شرعی بے راہ روی سے توبہ کی۔ ۵۴۵ھ کے کئی خطابات کو آپ کے بیٹے سید عبدالرزاق گیلانی اور خلیفہ شیخ عفیف الدین مبارک نے قلمبند کر لیا۔ شیخ عفیف الدین کے مرتبہ خطبات تو فتح الربانی کی شکل میں علمی دنیا کے سامنے آچکے ہیں، مگر آپ کے صاحبزادے

سید عبدالرزاق گیلانی قدس سرہ السامی کے مرتبہ خطابات جلاء الخواطر کے نام سے ابھی تک مخطوط کی صورت میں محفوظ تھے اور زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئے تھے۔

دنیائے علم و فضل کی یہ خوش بختی ہے کہ نسلاً بعد نسلاً یہ خطابات جناب غوث پاک کے عقیدت مندوں میں منتقل ہوتے آئے اور جناب غوث کے ایک شیدائی اور عقیدت مند جناب شفقت خان جیلانی نے گذشتہ چالیس برسوں سے اس کتاب کو محفوظ رکھا۔ اور اب ان کی سعادت کا ستارہ چمکا تو اس کتاب جلاء الخواطر کو عربی اور اردو ترجمہ میں زیور طبع سے آراستہ کر کے علمی اور روحانی دنیا میں ایک نہایت ہی اہم اور نایاب دستاویز کا اضافہ کر دیا ہے۔ جلاء الخواطر کے بعض خطابات فتح الربانی میں بھی آگئے ہیں۔ مگر بعض ابھی تک اہل مطالعہ کی نظروں سے اوجھل تھے۔ وہ حضرت جیلانی صاحب کی مساعی جمیلہ سے سامنے آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے انہوں نے اصل کتاب کو عربی میں پھر اس کا ترجمہ اردو میں یکجا اور علیحدہ علیحدہ لا کر علمی دنیا پر بڑا احسان کیا ہے۔

میں نے عربی خطابات کو پڑھا تو مجھے جناب غوث پاک کی خانقاہ بغداد کی شام جانفزا نے گھیر لیا۔ میں نے ان خطابات کی معنوی کیفیتوں پر غور کیا۔ تو یوں محسوس ہوا کہ جناب غوث اعظم کے سامعین کے بے پناہ مجمع کی صفِ نعال میں مجھے بھی جگہ مل گئی ہے۔

میں نے اپنی دل کی گہرائیوں پر نگاہ ڈالی تو برملا پکار اٹھا ؎

کس کی زلفوں کی مہک لائی ہے بطحا سے نسیم
دل و جاں وجد کناں جھک گئے بہر تعظیم

اللہ تعالیٰ میرے دوست شفقت خان جیلانی کو جزائے خیر دے۔ انہوں نے اس کتاب کو قادریت کے گلستانِ عقیدت میں گلدستہ بنا کر پیش کیا ہے۔

اظہارِ تشکر

اس کتاب کی اشاعت میں اعانت کی سعادت حاصل کرنے والوں میں سب سے پہلے خواجہ سیف الدین ضیا رکن ادارہ منہاج القرآن کا ممنون ہوں کہ انہوں نے کتاب کی کتابت اور طباعت میں انتہائی محنت و مشقت برداشت کی۔ پھر سید شوکت علی صاحب ہیں جنہوں نے اردو ترجمہ کی "پروف ریڈنگ" کا کام سرانجام دیا۔ کتاب کی "روئداد" جو میں نے تحریر کی ہے اس کی نوک پلک کی درستی میرے عزیز دوست علامہ مرزا غلام قادر کی ناقدانہ لیکن ہمدردانہ نگاہ کی مرہونِ منت ہے۔ میری درخواست پر پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے بھی اپنی شدید مصروفیت کے باوجود، وقت نکال کر، کتاب پر ایک طائرانہ نظر ڈالی اور دو حرفی تقریظ لکھ کر ممنون فرمایا۔

اسی طرح میں ان تمام احباب، مثلاً، حکیم محمد موسیٰ صاحب بانی "مرکزی مجلس رضا" "مکتبہ نبویہ" کے پیرزادہ محمد اقبال احمد فاروقی صاحب اور بالخصوص حاجی باغ علی صاحب نسیم اور کراچی کے مظفر لطیف صاحب اور سید نفیس رقم صاحب کا بھی شکرگذار ہوں جنہوں نے ہماری گذارش پر کتاب کا نہایت دیدہ زیب ٹائیٹل تیار کر دیا ہے۔ آخر میں اپنے عزیز معمر دوست محمود احمد خاں کا بھی ممنون ہوں جن کی دعائیں میرے شامل حال رہیں۔

شفقت جیلانی خاں